بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجویز بابت میڈیکل انشورنس اور اس کی چند شکلیں

بارہواں فقہی اجتماع ادارہ المباحث الفقہیہ ، جمعیۃ علماء ہند

بتاریخ: ۲۶ تا ۲۸ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ تا ۶ مئی ۲۰۱۶ء بروز بدھ، جمعرات اور جمعہ

(۱) میڈیکل انشورنس پالیسی ہولڈر اور انشورنس کرنے والے ادارے کے درمیان ایسا معاہدہ ہے جس میں وہ ادارہ پالیسی ہولڈر سے یکمشت یا قسط وار متعینہ رقم وصول کر کے محدود مدت کے اندر اندر پالیسی ہولڈر کے کلی یا جزئی علاج یا اس کے اخراجات کی ذمہ داری قبول کرتا ہے، اور اگر محدود مدت کے اندر اندر پالیسی ہولڈر کو بیماری پیش نہ آئے تو جمع شدہ رقم واپس نہیں کی جاتی اور آج کل رائج میڈیکل انشورنس کی شکلیں دیگر انشورنس کی طرح قمار کے دائرے میں آتی ہیں اور ناجائز ہیں۔

(۲) چونکہ اجتماع کے بعض شرکاء کی طرف سے مقالوں میں اور بحث کے دوران کچھ ایسی باتیں بھی سامنے آئی ہیں جن سے میڈیکل انشورنس کے قمار کے بجائے تعاون پر مبنی ہونے کا اشارہ ملتا ہے اس لئے یہ اجتماع مناسب سمجھتا ہے کہ ادارۃ المباحث الفقہیہ کی طرف سے علماء اور ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو انشورنس کمپنیوں کے اصول وضوابط اور مختلف شکلوں کا جائزہ لیکر اپنی تحقیق پیش کرے۔ اس کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔

(۳) قانونی مجبوری کی صورت میں میڈیکل انشونس کرانے کی گنجائش ہے۔ زائد رقم کے بارے میں مبتلی بہ شخص ارباب افتاء سے رجوع کرے۔

(۴) ملازمین کے لئے غیر اختیاری انشورنس جس میں انشورنس کی رقم ان کی تنخواہوں سے کمپنی از خود کاٹ لیتی ہیں یا وہ اپنے پاس سے جمع کراتی ہے تو اس طرح کی انشورنس پالیسی سے ملازمین کو فائدہ اٹھانے کی گنجائش ہے۔

(۵) اسپتالوں کی طرف سے مخصوص بیماریوں کے علاج کے لئے جاری کئے جانے والے میڈیکل پیکیج لیکر اس سے فائدہ اُٹھانا جائز اور درست ہے۔

(۶) حکومت غریبوں کے لئے بلا معاوضہ یا معمولی رقم بطور فیس لیکر کارڈ جاری کر کے جو طبی امداد فراہم کرتی ہے اس سے بھی انتفاع جائز ہے۔

(۷) آج کل ایک طرف جہاں نت نئی بیماریاں عام ہیں وہیں ان کا علاج بھی گراں سے گراں تر ہوتا جا رہا ہے خصوصاً اعضاء رئیسہ (دل گردہ وغیرہ) کا تعطل اور کینسر وغیرہ کا علاج ایک غریب بلکہ متوسط طبقے کے لئے بھی ناقابل تحمل ہے، اس لئے بلاشبہ انسانی معاشرے کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ امداد باہمی کا ایسا نظام قائم کیا جائے جس سے ضرورت مندوں کا بروقت تعاون ہو سکے، اس لئے یہ فقہی اجتماع تمام مسلم اداروں بالخصوص طب وصحت اور رفاہی خدمات سے جڑی ہوئی تنظیموں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ اثر میں منکرات ومحرمات سے بچتے ہوئے شرعی تکافل (امداد باہمی) کا نظام قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس سلسلے میں اسلامی اصولوں پر مبنی تکافل کا جو طریقہ کار بعض مسلم ملکوں میں متعین کیا گیا ہے اس سے استفادہ کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجویز بابت بیٹوں کے مشترکہ کاروبار کی چند اہم صورتیں

بارہواں فقہی اجتماع ادارۃ المباحث الفقہیہ، جمعیۃ علماء ہند

بتاریخ: ۲۶ تا ۲۸ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ تا ۶ مئی ۲۰۱۶ء بروز بدھ، جمعرات اور جمعہ

شریعت کا تقاضہ یہ ہے کہ معاملات بالکل صاف ہوں اور جس کے لئے جو حق متعین ہے، اُس کی پوری وضاحت ہو جائے۔ مالی معاملات میں باپ بیٹوں کے درمیان بھی بہتر یہی ہے کہ ہر ایک کی ملکیت الگ الگ متعین ہو اور اگر شرکت کا معاملہ ہو تو شرعی اصول کا لحاظ کرتے ہوئے بھی شرکاء کا حق ضرور واضح کر دیا جائے؛ تاکہ بعد میں کوئی نزاع نہ ہو، خاص طور پر جب کسی کی اولاد بالغ ہو جائے اور کمانے لگے تو ان کی حیثیت کا تعین ضرور ہو جائے، کہ کون اجیر و ملازم ہوگا، کون شریک اور کون محض معاون، پھر کون اپنی مستقل کمائی کا کس تناسب سے مکمل مالک ہوگا۔

ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند ائمہ، خطباء اور علمائے کرام سے یہ اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں معاملات کی صفائی کے سلسلے میں عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں، بالخصوص شرکت و میراث وغیرہ کے جو شرعی اصول ہیں، اُن سے لوگوں کو آگاہ کریں، اسی طرح والدین، اولاد، بھائیوں وغیرہ کے درمیان شرکت کے مسائل سے لوگوں کو واقف کرائیں۔

باپ اور بیٹوں کے مشترکہ کاروبار کے بارے میں درج ذیل تجاویز اتفاق رائے سے منظور کی گئیں:

(۱) اگر باپ نے اپنے سرمایہ سے کوئی کاروبار شروع کیا، پھر مثلاً: کوئی بیٹا اُس کے کاروبار میں سرمایہ اور معاہدہ کے بغیر شامل ہو گیا ہو، جب کہ وہ باپ کی مکمل ماتحتی اور کفالت میں ہو تو ایسی صورت میں اُس بیٹے کی حیثیت شرعاً باپ کے حق میں معاون کی ہوگی، لہذا باپ کے انتقال کے بعد کاروبار اور اُس کا نفع باپ کے ترکہ میں شمار ہوگا۔

(۲) اگر اولاد کاروبار میں معاہدے کے بغیر باپ کی ماتحتی میں رہتے ہوئے اپنا کچھ سرمایہ بھی لگا دے اور اُس کا سرمایہ لگانا عرف میں تبرع سمجھا جاتا ہو تو بیٹے کا سرمایہ لگانا شرعاً تعاون سمجھا جائے گا اور ملکیت باپ کی ہوگی اور اگر کہیں اس طرح سرمایہ لگانے کو عرف میں شرکت پر محمول کیا جاتا ہو تو شرعاً اسی کا اعتبار ہوگا اور وہ بقدر سرمایہ شریک قرار پائے گا۔

(۳) اگر باپ نے بیٹوں کو کاروبار شروع کرنے کے لیے سرمایہ دیا اور یہ طے کر دیا کہ سارے بیٹے کاروبار کی ملکیت و نفع میں باپ سمیت برابر کے شریک ہونگے، تو اب سب شرکاء نفع اور ملکیت میں برابر کے حصہ دار ہونگے، بیٹوں کے عمل اور محنت میں فرق کی وجہ سے نفع میں کوئی فرق نہیں ہوگا، باپ بھی نفع میں برابر کا شریک ہوگا خواہ وہ عمل میں بالکل شامل نہ ہو۔

(۴) اگر باپ نے بیٹوں کو سرمایہ لگائے بغیر فیصد کے حساب سے اپنے کاروبار میں شریک بنا لیا اور بیٹوں کو اُن کے حصوں میں مالکانہ تصرف کا اختیار بھی دے دیا تو شرعاً اس کو ہبہ قرار دیا جائے گا، لہذا جتنے فیصد میں جس بیٹے کو شریک کیا وہ اسی تناسب سے کاروبار کی ملکیت اور منافع کا حقدار ہوگا۔

(۵) اگر بیٹوں نے اپنے سرمایہ سے کاروبار شروع کیا اور احتراماً یا مصلحتاً والد کا نام ڈال دیا اور والد کو تصرف کا اختیار نہیں دیا تو محض اس نام ڈالنے کی وجہ سے اس کاروبار پر شرعاً باپ کی ملکیت نہیں مانی جائے گی؛ بلکہ کاروبار میں سرمایہ لگانے والے بیٹے ہی اپنے سرمایہ کے بقدر کاروبار میں مالک ہونگے۔

(۶) اگر باپ کے سرمایہ سے کاروبار کرنے والے بیٹے اپنی کل آمدنی باپ کے پاس لا کر جمع کرتے رہتے ہیں، اور پھر باپ حسب ضرورت اُس آمدنی میں سے بیٹوں کو عطا کرتا ہے تو اس صورت میں یہ سارا کاروبار والد کی ملکیت قرار پائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ باپ اصل مالک ہے، اور بیٹے اُس کے معاون ہیں۔

(۷) اگر باپ نے اپنے سرمایہ سے بیٹے کے لئے کوئی کاروبار شروع کرا دیا اور کاروبار کرنے والا بیٹا اس کی آمدنی اپنے اختیار سے خود خرچ کرتا ہے، اور باپ اُس میں کوئی دخل نہیں دیتا تو ایسی صورت میں جو بیٹا جو کاروبار کر رہا ہے وہی اُس کا مالک ہے اور باپ کے انتقال کے بعد اُس کاروبار کی ملکیت اور نفع میں دیگر ورثاء حق دار نہ ہوں گے۔

(۸) تقسیم ترکہ سے پہلے اگر سب وارثین کی رضامندی سے باپ کے پرانے کاروبار کو آگے بڑھایا گیا ہے تو اُس میں جو بھی نفع حاصل ہوگا وہ سب ترکہ میں شامل ہو کر تمام وارثین کو ملے گا، خواہ وہ وارثین محنت میں شریک ہوں یا نہ ہوں۔

(۹) تقسیم ترکہ سے پہلے کسی وارث کو متروکہ مال میں کسی طرح کے تصرف کا شرعاً حق نہیں ہے اور دیگر ورثاء کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا خیانت یا غصب ہے، البتہ اگر کوئی وارث تقسیم

ترکہ سے قبل مورث کی متروکہ رقم لے کر اپنا کوئی کاروبار شروع کردے تو اس رقم سے ہونے والے کاروبار کی تین شکلیں ہیں: (۱) اگر اس نے دیگر بالغ ورثا کی اجازت سے ان کے حصہ کے بقدر رقم بطور قرض حاصل کی، تو دیگر ورثا اس کاروبار کے نفع ونقصان میں شریک نہ ہوں گے؛ بلکہ صرف اپنی اصل رقم کے حقدار ہوں گے، اور سارا نفع کاروبار کرنے والے کا ہوگا۔ اور نابالغ ورثا کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (۲) اگر دیگر ورثا نے کاروبار کرنے والوں کو عقد شرکت کے طور پر تصرف کرنے کی اجازت دی ہو تو یہ سب لوگ اس تجارت کے نفع و نقصان میں شریک رہیں گے، اور نفع کی تقسیم ملکیت کے تناسب سے ہوگی۔ (۳) اگر کسی وارث نے بلا اجازت ورثا از خود اس مال سے تجارت شروع کردی تو یہ تصرف ناجائز ہوگا اور خسارے کا وہ خود ذمہ دار ہوگا؛ البتہ حاصل شدہ نفع سب ورثا کو حسب حصص شرعیہ دیا جائے گا۔